JQSS *(Journal of Quranic and Social Studies)*
2022, 2(1), 24 -38

جزئی مقاصد شریعت کا ایک تعارفی جائزہ

Partial Objectives An introductory review of Shariah

Muhammad Tahir
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, University of Baluchistan Quetta

Dr. Shabana Qazi
Assistant Prof, Department of Islamic Studies, University of Baluchistan Quetta

Keywords
Islam, Maqased, Shareyat, Sunat, Quran, Masaleh, religious and secular

Abstract: *The gist of this article is that the purposes of Shari'ah have many meanings. Here it refers to the benefits and advantages of partial -.rulings which contain the precepts of the rule Acquisition of religious and worldly benefits and The issue of religious and secular losses and -.spices riots is a separate issue. If there is a clash between religious and secular interests, then which benefit will be abandoned and which benefit will be preferred? Although the principle and general rule is that religious interests will be preferred.This knowledge has been described by Shah Waliullah as the summary and flower of all sciences and knowledge of this knowledge is a sign of man's wisdom and prudence. Therefore, expediency, wisdom, profit, and mysteries and rules, etc., which are found in religious sciences, the same topics have become a permanent subject and have taken the form of a permanent knowledge. That the benefit and fruit of this knowledge is religion, success in this world and in the hereafter, and protection from all kinds of harms and gain.*

Muhammad Tahir andDr. Shabana Qazi (2022) Partial Objectives An introductory review of Shariah, *JQSS Journal of Quranic and Social Studies*, 2(1), 24-38.

Corresponding Author: Email: mt252653@gmail.com

Content from this work is copyrighted by *JQSS* which permits restricted commercial use, research uses only, provided the original author and source are credited

تمہید:

ہر دین وملت نے جو احکام اپنے متبعین کو دیئے ہیں ان کے مخصوص مقاصد ہوتے ہیں اوران کے مخصوص فوائد وثمرات اوراغراض ہوتے ہیں یہی حال ہمارے دین اسلام کے احکام کے مقاصد یعنی مقاصد شریعت کا بھی ہے یہاں مقاصد شریعت سے مراد وہ جزئی احکام کی مصلحتیں اور فوائد ہیں جن پر وہ حکم مشتمل ہوتا ہے، مقاصد شریعت کو بعض اہل علم نے یوں بیان کیا ہے کہ شریعت کے مقاصد بنیادی طور پر دو ہی ہیں۔ ا۔ دینی اور دنیوی منافع اور مصالح کا حصول۔ ۲۔ دینی اور دنیوی نقصانات اور فسادات کا دفعیہ یہ الگ بحث ہے کہ اگر کسی دینی اور دنیوی منفعت میں ٹکراؤ پیدا ہورہا ہو تو پھر کس منفعت کو ترک کریں گے اور کس منفعت کو ہی ترجیح دیں گے ؟ اگرچہ اس میں اصولی اور عمومی ضابطہ یہی ہے کہ دینی منفعت کو ہی ترجیح دیں گے۔

متقدمین اہل علم کے ہاں اس علم کا مستقل وجود نہیں تھا بلکہ عموماً تمام دینی علوم اور خصوصاً اصول فقہ کے ذیل میں اس علم وفن سے بحث کی جاتی تھی چنانچہ مصلحت، حکمت، منفعت، اور اسرار وحکم وغیرہ جو تعبیرات علوم دینیہ میں ملتی ہیں وہی مباحث مستقل موضوع اختیار کر کے ایک مستقل علم کی شکل اختیار کر گئی۔

مقاصد شریعت کا تعارف:

مقاصد شریعت کی ترکیب مرکب اضافی ہے جو دو کلمات مقاصد اور شریعت سے مرکب ہے مقاصد کا واحد مقصد ہے جبکہ مقصد مصدر میمی ہے جو فعل "قصد" سے بنا ہے فعل قصد کا مصدر قصداً اور مقصداً دونوں طرح سے آتا ہے اور ان دونوں کا معنی ایک ہی ہے۔ ا۔ علما لغت نے قصد کے مندرجہ ذیل معانی بیان کیے ہیں:

ا۔ ارادہ کرنا: قصد کا معنی اعتماد کرنا، ارادہ کرنا، لانا اور کسی طرف متوجہ ہونا ہے۔ امام مسلمؒ نے ذکر کیا ہے:

"**فَكَانَ رَجُلٍ مِنَ الْمُشرِكِينِ اِذَاشَاءَاَن يَقصِدَاِلىٰ رَجُلٍ مِنَ الْمُسلِمِين قَصَدَلَهٗ فَقَتَلَه**"1

"ایک مشرک ایسا تھا جو مسلمانوں میں جسے قتل کرنے کا ارادہ کرتا اسے جا کر قتل کر دیتا تھا۔"

۲۔ سیدھا راستہ: قصد کا ایک معنی راستے کا سیدھا اور درست ہونا بھی ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"**وعلی اللہ قصد السبیل**"2

"سیدھا راستہ بتانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔"

3۔ اعتدال: قصد کا معنی اسراف اور بخل کی درمیانی حالت بھی ہے اور "القصد فی المعیشۃ" کا معنی اسراف اور کنجوسی کا نہ ہونا ہے اور "قصد فی الامر" کا معنی حدود سے تجاوز نہ کرنا اور اعتدال ومیانہ روی پر خوش رہنا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

"**وقصد فی مشیک**"3

"اپنے چلنے میں اعتدال کی راہ اختیار کرو۔"

لغت کے اعتبار سے یہ قصد کے مشہور معانی ہوئے ورنہ اس کے علاوہ بھی قصد کے معانی بتائیں گئے ہیں جو کہ غیر مشہور ہیں۔

مقاصد کا اصطلاحی معنی:

کسی کام کو سرانجام دینے کے اصل مدعیٰ اور اغراض کو مقاصد کہا جاتا ہے جیسے جن وانس کی تخلیق کا بنیادی اور اصلی مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے جسے خود اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے:

"**وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون**"4

"میں نے جن وانس کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔"

شریعت کا لغوی معنی:

لغت عرب میں شریعت کا لفظ گھاٹ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے شریعت شرع اور مشرعۃ سب گھاٹ کے لئے مستعمل ہے عرب شریعت کا لفظ ایسے گھاٹ کے لئے استعمال کرتے ہیں جہاں پانی جاری ہو ختم نہ ہونے والا ہو اور اسے ڈول کے ذریعے نکالا جاسکتا ہو۔5

شریعت کا لفظ دین ملت منہاج طریقہ اور سنت کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔6

شریعت اور شرعت کا لفظ اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں کے لئے مقررہ طور طریقوں پر اور اوامر و نواہی کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔7

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

"ثم جعلناک علی شریعته من الامر فاتبعها"8

"جو ہم نے آپ کو احکام پر مشتمل شریعت اور طریقہ دیا ہے صرف اسی کی اتباع کریں۔"

ایک اور مقام پر ارشاد خداوندی ہے:

"لکل جعلنا منکم شرعة و منهاجا"9

"تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے شریعت اور راہ عمل بتائی ہے۔"

بقول ابن عباسؓ شرعت سے مراد قرآن اور منہاج سے مراد سنت ہے۔10

ابن منظور افریقی لسان العرب میں شریعت کا لغوی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شریعت لغت میں اس کھلے راستے کو کہتے ہیں جو پانی تک پہنچائے کلام عرب میں پانی کے اس گھاٹ کے لئے بھی شریعت کا لفظ استعمال ہوتا ہے جس سے لوگ پانی پیتے ہیں یعنی گھاٹ پر اتر کر بھی پانی پیتے ہیں اور جانوروں کو بھی پلاتے ہیں عرب پانی کے کسی چشمے پر اس صورت میں شریعت کا اطلاق کرتے تھے جب وہ پانی مستقل ہو ختم نہ ہوجاتا ہو اور کھلا ہوا ہوں، اسے نکالنے کے لئے ڈول کی ضرورت پڑھتی ہو۔ شریعت کا لفظ تشریع سے ماخوذ ہے تشریع کا معنی ہے اونٹوں کو پانی کے ایسے گھاٹ پر لانا جہاں پانی پلانے کے لئے ڈول اور رسی سے پانی نکالنے کی ضرورت ہو اور نہ حوض بنا کر۔ پانی پلانے کی مثل مشہور ہے کہ:

"اهون السقی التشریع "11

"گھاٹ پر پانی پلانا سب سے آسان ہے۔"

شریعت کا اصطلاحی معنی:۔

شریعت کی اصلاحی معنی و مفہوم بیان کرتے ہوءے امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو عقائد اور اعمال جاری فرمائے ہیں ان تمام کو شریعت، شریعہ اور شرع کا نام دیا جاتا ہے۔12

جرجانی نے "الائتمار باالالتزام العبودیة" یعنی عبادت کے ارادے سے فرمانبرداری کو لازم کرنا۔ کو شریعت قرار دیا ہے13۔

الکشاف فی الفنون میں محمد علی تھانویؒ نے لکھا ہے:

"اللہ تعالیٰ نے جو احکام اپنے انبیاء کے ذریعے اپنے بندوں کے لئے بھیجے وہ شریعت ہے
ان احکام کا تعلق اگر عمل سے ہے تو انہیں فرعی اور عملی شریعت کا نام دیا جاتا ہے اگر وہ
اعتقادیات سے متعلق ہوں تو انھیں اصلی اور اعتقادی شریعت کہا جاتا ہے۔"14

درج بالا تعریفات کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کے ذریعے اپنے بندوں کے لئے اوامر و نواہی پر مشتمل جو لائحہ عمل دیا ہے اسے شریعت کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی محمد مصطفیؐ کے ذریعے اپنے بندوں کے لئے اوامر و نواہی پر مشتمل جو حتمی اور آخری طریق عمل دیا ہے اسے شریعت اسلامیہ کہتے ہیں اور فقہاء کرام کی اصطلاح میں شریعت کا اطلاق اُن عملی احکام پر ہوتا ہے جن کا انسانوں کو مکلف بنایا گیا ہے۔

مقاصد شریعت کا معنی و مفہوم:۔

مقاصد شریعت کی تعریف جاننے سے پہلے مقاصد کی تین اقسام کے بارے جاننا ضروری ہے:

ا۔ مقصد تخلیق: اللہ تعالیٰ نے جن و انس کی تخلیق کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

"و ما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون"15

"میں نے جن و انس کو صرف اپنی بندگی کے لئے پیدا کیا ہے۔"

۲۔ مکلفین کے مقاصد: احکام شریعت پر عمل کرنے والوں کے مقاصد کو مکلفین کے مقاصد کہتے ہیں۔

۳۔ مقصد شریعت: انبیائے کرام کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے شریعت نازل کی ہے اس کے مقاصد کو مقاصد شریعت کہتے ہیں یہاں گفتگو صرف مقاصد شریعت سے ہو گی اور ان کی تین قسمیں ہیں۔ i۔ شریعت کے عمومی مقاصد: یہ شریعت کے وہ عمومی مقاصد ہیں جو شریعت کے تمام احکام و ابواب یا ان کے بڑے حصہ کو شامل ہوتے ہیں۔ ii۔ شریعت کے خصوصی مقاصد: ان کا تعلق شریعت کے کسی ایک باب ایک موضوع سے ہوتا ہے جیسے مالی معاملات، عدلیہ اور عائلی زندگی سے متعلق احکام کے شرعی مقاصد وغیرہ ہوتا ہے۔iii۔ شریعت کے جزئی مقاصد: یہ وہ مقاصد ہیں جو شارع کو ہر حکم شرعی سے مقصود ہوتے ہیں مثلاً نماز، روزے اور زکوٰۃ کی فرضیت کے مقاصد اور شراب جوئے اور زنا کی حرمت کے مقاصد، کھانے اور پینے کی اباحت کے مقاصد وغیرہ۔16

مقاصد شریعت کا تعارف کراتے ہوئے شاولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ:

"دین کے اسرار (مقاصد) احکام کی حکمتوں کے حقائق مخصوص اعمال کی حکمتوں اور ان کے نکات کے علم کا نام مقاصد شریعت ہے۔"17

شیخ نور الدین الخادمی نے اس علم کی جامع ترین تعریف کرتے ہوئے تحریر کیا ہے:

"مقاصد شریعت سے مراد وہ اہداف بھی ہیں جو شرعی احکام میں ملحوظ رکھے گئیں ہیں اور وہ بھی ہیں جو ان شرعی احکام پر مرتب ہوئے ہیں خواہ وہ اہداف جزئی حکمتیں ہوں یا کلی مصلحتیں ہوں یا محض اجمالی نشانات ہوں۔"18

مختصر یہ کہ علماء کرام نے مقاصد شریعت عبارات میں تعارف کرایا ہے جبکہ متقدمین میں سے کسی نے اس کو مقاصد شریعت کا نام دیا تھا، کسی نے حکمت کا اور کسی نے اس کو محاسن شریعت کا نام دیا ہے، نام مختلف رہے ہوں لیکن مقصد اور مندرجات سب کے ہاں ایک ہی ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ ایک حکیم وخبیر ذات باری تعالیٰ نے شرعی احکام میں اپنے بندوں کے لئے جو فوائد رکھے ہیں وہی مقاصد شرعیہ ہیں، مثلاً: روزے کا فائدہ حصول تقویٰ بیان کیا گیا ہے تو یہ تقویٰ کا حصول مقصد شرعی ہے جہاد کا ایک مقصد جارح دشمن کی جارحیت کو کو دفع کرنا ہے تو یہی شرعی مقصد کہلائے گا نکاح کے مقاصد میں اپنی شرمگاہ اور نظروں کی حفاظت اور اولاد کا حصول پیش نظر ہے تو یہی چیزیں شرعی مقاصد کہلائیں گی الغرض شرعی مقاصد اور مصالح کا باب بہت وسیع ہے مگر ان سب کا غرض اصلی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"ولقد بعثنا فی کل امتہ رسولا ان اعبدو اللہ واجتنبو الطاغوت"20

"ہم نے ہر قوم میں رسول بھیجے (یہ پیغام دے کر کہ) ایک اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچ کر رہو۔"

یعنی یہ سب مقاصد شریعت اور مصالح دین اسلام آخر کار اللہ تعالیٰ کی بندگی اور بندوں کی دینوی واُخروی سعادت مندی سے ہی جڑ جاتے ہیں۔

مقاصد شریعت کی غرض وغایت:

اس علم کی غرض وغایت اللہ تعالیٰ کی بندگی کا ثبوت اور انسان کی دینی و دنیاوی منفعت و سعادت مندی ہے اس علم کا سرچشمہ اور مصدر ومنبع قرآن کریم اور سنت نبویؐ ہے اس فرق کے ساتھ کہ قرآن کریم میں ان باتوں کو اصولی انداز میں بیان کیا اور سنت نبویؐ میں یہ چیزیں اپنی فروعات اور کافی تفصیلات کے ساتھ بیان ہوئی ہیں۔21

جزئی مقاصد شریعت پر ایک مختصر نظر:

شاہ ولی اللہ نے اپنی مشہور کتاب "حجتہ اللہ البالغہ" کے پہلے حصے میں ان قواعد اور بنیادی تصورات کا تفصیل سے تذکرہ کیا ہے جن سے شریعت کے اہم اور بنیادی "مقاصد" مستنبط ہوتے ہیں اور جن مقاصد کی بنیاد پر وہ مصلحتیں دریافت کی جاتی ہیں جن پر احکام شریعت کا دار و مدار ہے مقاصد شریعت کے حوالے سے شاہ ولی اللہؒ کا کام اس نقطہ نظر سے انتہائی اہمیت رکھتا ہے کہ انہوں نے اپنا مخاطب صرف مسلمانوں کو نہیں بنایا بلکہ اپنے زمانے کی پوری علمی دنیا کو اور دنیا کے تمام مفکرین کو مخاطب بنایا انہوں نے اپنی گفتگو کی اٹھان ان اصولوں پر رکھی جو اس زمانے کے لحاظ سے علمی دنیا کے طے شدہ اصول اور طے شدہ تصورات تھے چنانچہ انہوں نے سب سے پہلے بتایا کہ تکلیف شرعی کے اسباب کیا ہوتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کیوں کسی کو مکلف بناتا ہے؟ اور تکلیف یا مکلف بنائے جانے سے کیا مراد ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ نے جو سلسلہ، مجازات رکھا ہے جزا اور سزا کا نظام تجویز کیا ہے وہ کیوں کیا ہے؟ اور اس کی نوعیت کیا ہے؟ اس زندگی میں جزا اور سزا کے تصور کی کیا اہمیت ہے؟ آخرت کی زندگی میں اس سزا اور جزا کی نوعیت کیا ہوگی؟ ظاہر ہے کہ اس ساری گفتگو کا تعلق انسانی زندگی اور اس کے ارتقاء سے بہت گہرا ہے پھر جب دنیا میں جزا و سزا کی بات ہوگی تو یہ بھی دیکھنا پڑے گا کہ انسان ذہنی اعتبار سے کس سطح پر کھڑا ہے؟ تہذیب و تمدن کے کس مقام پر ہے؟ اور اپنی ذہنی سطح، فکری بلندی اور عام طرز زندگی کے اعتبار سے کتنی نفاست اور نزاکت کا مالک ہے؟

تہذیب و تمدن کی ان سطحوں کو شاہ ولی اللہؒ نے ارتفاقات کے لفظ سے بیان کیا ہے، ارتفاق کا لفظ جو شاہ صاحب کے یہاں استعمال ہوا ہے "نسبتاً نیا ہے" بہت سے حضرات کو اسے سمجھنے میں الجھن پیش آئی ہے لیکن اس سے مراد تہذیبی ارتقاء کے وہ مظاہر ہیں جو انسانی زندگی میں نظر آتے ہیں شاہ صاحبؒ نے اپنے مطالعہ تاریخ سے یہ نتیجہ نکالا کہ تمدنی پیش رفت کے یہ مدارج یا تہذیبی ارتقاء کے یہ مراحل چار ہوتے ہیں پہلا مرحلہ وہ ہوتا ہے جب انسان بہت ابتدائی زندگی سے ایک قبائلی زندگی کی طرف قدم بڑھا رہا ہوتا ہے اور انسانی زندگی اپنے تمدن اور تہذیبی معیار کے اعتبار سے بہت ابتدائی سطح پر ہوتی ہے۔ یہ ابتدائی سطح بھی وہ ہوتی ہے جس میں کچھ اصول مشترک ہوتے ہیں، کچھ اخلاقیات اور روحانیات کے آداب ملحوظ رکھے جاتے ہیں۔ اور کوئی انسانی معاشرہ ان سے خالی نہیں ہوتا۔

یہاں شاہ صاحب نے ان مغربی ماہرین کے نقطہء نظر سے اختلاف کیا ہے جنہوں نے بغیر کسی دلیل اور بغیر کسی علمی بنیاد کے انسانوں کے آغاز کے بارے میں بہت سی بے سروپا باتیں فرض کرلی ہیں۔ انہوں نے فرض کرلیا ہے کہ انسان اپنے آغاز میں انتہائی وحشی اور بدتہذیب تھا اور حیوانی انداز کی زندگی رکھتا تھا انہوں نے یہ بھی فرض کرلیا کہ انسان کسی اخلاق اور قاعدے کا پابند نہیں تھا یہ محض مفروضات ہیں جن کی کوئی علمی یا تاریخی اساس نہیں ہے چونکہ آج دنیائے مغرب میں لامذہبیت اور سیکولرازم کا چلن ہے، مذہب سے دوری اور نفرت عام ہے اس لئے مغربی ذہن ان تصورات کو آسانی سے قبول کرلیتا ہے اس لئے یہ تمام تخمینے اور بے بنیاد اندازے مغربی دنیائے علم میں مُسلّمات کا درجہ پاگئے۔

شاہ صاحب کی تحریروں میں بالخصوص "ارتفاقات" کی بحث میں ایک نیا نقطہ نظر سامنے آتا ہے جس کی اساس گہرے شعور، مطالعے اور عقلی اصولوں پر ہے، ارتفاقات کے اس تصور کی بنیاد پر شاہ صاحب سعادت سے بحث کرتے ہیں سعارت سے مراد وہ ہدف اولین ہے یا وہ مقصد آخرین ہے جو ہر انسان پیش نظر رکھتا ہے۔

شقی اور سعید کی تقسیم قرآن مجید نے جابجا کی ہے اس لئے سعادت کی اصطلاح میں جو گہری روحانیت، واضع اقدار اور جامعیت و معنویت پائی جاتی ہے وہ کسی اور اصطلاح میں نہیں پائی جاتی اسی روایت کو اختیار کرتے ہوئے شاہ صاحب نے سعادت کی اصطلاح استعمال کی ہے اور یوں انہوں نے سعادت کا سلسلہ (جو خالص فلسفیانہ تصور کے طور پر سامنے آئی تھی) علم کلام اور مقاصد شریعت سے جوڑا ہے ایک طرف شاہ صاحبؒ اس کا رشتہ براو تم (نیکی اور گناہ) کی بحث سے جوڑتے ہیں یعنی کس چیز کو شریعت میں گناہ قرار دیا گیا اور کس چیز یا کس عمل کو شریعت میں نیکی قرار دیا گیا۔ دوسری طرف سعادت کی بحث کو مقاصد شریعت سے وابستہ کرتے ہیں۔

نیکی اور بدی عقائد اور کلام کے اہم موضوعات ہیں، اخلاق اور روحانیات کے بنیادی موضوعات ہیں لیکن ان اخلاقیات اور کلامیات کے موضوعات کا انتہائی گہرا تعلق مسلمانوں کی اجتماعی زندگی یعنی سیاسات ملیہ سے ہے جس سے مقاصد شریعت ابھرتے ہیں اور شریعت کے سارے احکام کی تکمیل ہوتی ہے اس طرح شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ہونے حجتہ اللہ البالغہ کے پہلے حصے میں "مقاصد شریعت" یا مصالح احکام کی ایک ہمہ گیر فکری، تہذیبی، علمی اور تمدنی بنیاد فراہم کردی ہے یہاں شاہ ولی اللہ اپنے تمام متقدین اور معاصرین میں ممتاز نظر آتے ہیں، ان احکام کے مقاصد پر قرآن اور احادیث کی روشنی میں اگر نظر ڈالی جائے تو اس کا ایک مختصر جائزہ یوں ہوگا:

اس حوالے سے احادیث تقریباًتواتر کے حد تک پہنچے ہیں کہ کسی چیز کی معنوی موجود کا مدار اور اعتبار نیت پر موقوف ہے اور اس کی خوبی کا مدار طبیعت پر ہے شاہ صاحب قرآن وحدیث کے حوالے سے فرماتے ہیں:

"انما الاعمال بالنیات"22

"اعمال نیتوں پر موقوف ہیں"

اور جیسا کہ نماز ذکر الہٰی اور اس سے مناجات کرنے کے واسطے مقرر ہوئی جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اقم الصلوۃ لذکری"23

"ہماری یاد اور ذکر کرنے کے لئے نماز پڑھا کرو"

اور نیز نماز کی ایک مقصد یہ بتائی گئی ہے کہ یہ اس لئے مقرر ہوئی کہ اس کی وجہ سے آخرت میں اللہ کے جمال کا مشاہدہ اور دیدار حاصل ہو جیسا کہ نبیؐ نے فرمایا:

"سترون ربکم کما ترون ھذا القمر لا تضامون فی رویته فان استطعتم ان لا تغلبوا علی صلوۃ طلوع اشمس و صلوۃ قبل غروبھا، فافعلو"24

"تم عنقریب اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھتے ہو اور اس کے دیدار میں کسی قسم کا شک وشبہ نہ کروگے تو اگر تم ایسا کر سکو کہ نماز فجر اور عصر کے وقت (شیطان سے) مغلوب نہ ہو تو ایسا ہی کیا کرو۔"

اور زکوٰۃ اس لئے مقرر ہوئی کہ فقراء کی حاجت بر آری ہو اور دل پر بخل نہ طاری ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ مانعین زکوٰۃ کی برائی میں فرماتا ہے:

"ولا یحسبن الذین یبخلون بما آتاھم اللہ من فضله ھو خیر الھم بل ھو شر لھم سیطوقون مابخلو ابه یوم القیمته"25

"جن کو خدا نے کچھ اپنے فضل سے دیا ہے وہ لوگ بخل کو اپنے لئے بہتر نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے حق میں نہایت برا ہے کیونکہ جس مال میں یہ بخل کرتے ہیں قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر ان کے گلے میں پہنایا جائے گا۔"

اور جیسا کہ نبیؐ نے (معاذ بن جبلؓ سے) فرمایا تھا کہ:

"فاخبر ھم ان اللہ تعالی قدفرض علیھم صدقته، توخذ من اغنیائھم، فترد علی فقرائھم"26

"ان (اہل یمن) سے کہہ دینا کہ یہ زکوۃ اللہ تعالیٰ نے تم پر اس لئے فرض کی ہے کہ تمھارے امراء سے لیکر تمھارے فقراء کو دی جائے۔"

پہلی مثال زکواۃ کا مقصد بخل دور کرنا بتاتی ہے اور دوسری فقراء کی حاجت بر آری بیان کرتی ہے اور روزہ نفس کے زیر کرنے کے لئے مقرر ہوا ہے جیسا کہ نبیؐ نے فرمایا:

"فان الصوم له وجاء"27

"روزہ رکھنا شہوت کے حق میں بمنزلہ خصی ہونے کے ہے۔"

مثلاً ظہر کی پہلی چار رکعت کی نسبت فرماتے ہیں:

"انھا ساعته تفتح فیھا ابواب السماء فاحب ان یصعد لی فیھا عمل صالح"28

"اس وقت آسمانوں کے دروازے کھلتے ہیں لہذا میں چاہتا ہوں کہ میرا عمل صالح اس وقت اوپر جائے۔"

اور یوم عاشورہ کے روزہ کی نسبت آپ سے یوں مروی ہے:

"ان سبب مشروعیته نجاة موسی وقومه من فرعون فی هذا الیوم، و ان سبب مشروعیته فینا اتباع سنته موسی علیه السلام"29

"اس کے جاری ہونیکی وجہ یہ ہے کہ اس دن موسیٰؑ اور ان کی قوم کو فرعون سے نجات حاصل ہوئی تھی پس اس کا ہمارے لئے مقرر ہونا سنت موسیٰ کا اتباع ہے۔"

اور بعض احکام کی وجوہات اس طرح بیان فرمائیں جیسا کہ جو شخص سو کر اٹھے اس کو ہاتھ دھونے کے لئے فرمایا اور وجہ یہ بیان فرمائی:

"فانه لایدری این باتت یده"30

"اس کو معلوم نہیں ہوتا کہ رات کو اس کا ہاتھ کہاں پڑا رہا"

اور ناک میں پانی ڈالنے کی نسبت یوں فرمایا کہ:

"فان الشیطان یبیت علی خیشومه"31

"انسان کے نتھنوں پر رات بھر شیطان رہتا ہے"

یعنی رطوبت اور گندگی بستی ہے اور نیند سے وضو ٹوٹ جانے کی نسبت فرمایا:

"فانه اذا اضطجع استرخت مفاصله"32

"جب آدمی پہلو کے بل لیٹتا ہے تو اُس کے جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں"

پس احتمال ہے کہ ریح وغیرہ خارج ہوئی لہذا وضو کرنا لازم ہے اور رمی الجمار) (کا مقصد) یہ بیان کیا کہ:

"انه لاقامته ذکر الله"33

"اس میں ذکر الٰہی کیا جاتا ہے۔"

اور کسی کے گھر میں نظر نہ ڈالنے کی وجہ یہ فرمائی کہ:

"انما جعل الاستذمن اجل البصر"34

"اجازت لینے سے یہی تو مقصود ہے کہ اچانک گھر والوں پر نظر نہ پڑ جائے۔"

اور بلی پس خوردہ کی نسبت یوں فرمایا کہ:۔

"انها لیست بنجس انماهی من الطوافین علیکم او الطوافات"35

"یہ ناپاک نہیں کیونکہ یہ گھر میں پھرنے والے جانوروں میں سے ہیں"

اس سے احتیاط مشکل ہے اور ناپاک قرار دینے میں حرج ہے اور بعض جگہ احکام کی یہ حکمت (مقصد) بیان فرمائی کہ اس میں دفع مضرت ہے جیسا کہ ایام رضاعت میں جماع کرنے سے منع فرمایا تھا:

"انما هو مخافة ضرر لولد"36

یہ تب فرمایا کہ جب یہ معلوم ہوا تھا کہ اس سے بچے کو ضرور پہنچتا ہے لیکن بعد میں یہ حکم اٹھالیا اسی طرح فرقہ کفار سے امتیاز اور مخالفت جیسا کہ طلوع آفتاب کے وقت نماز سے اس لئے منع فرمایا کہ:

"فانها تطلع بین قرنی الشیطان و حینئذ یسجد لها الکفار"37

"یہ وقت پرستش کفار کا ہے (جو سورج کو پوجتے ہیں) اور آفتاب شیطان کے سر کے اوپر سے نکلتا ہے"

یعنی جو اس وقت سجدہ کرتا ہے گویا شیطان کو سجدہ کرتا ہے، یا دروازہ تحریف بند کرنے کی مصلحت (مقصد) ہوتی ہے جیسا کہ حضرت عمرؓ نے اس شخص کی نسبت جس نے نفل کو فرض سے ملا کر پڑھنا چاہا" پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہوگئے پھر اس کی تائید میں آپ نے فرمایا:

"**اصاب اللہ بک یا بن الخطاب**"38

"ابن خطابؓ خدا تم کو اصابت رائے عطا فرمائے (تم نے ٹھیک کہا)"

ان کے علاوہ اور بہت سے احکام ہیں جن پر آیات کریمہ اور احادیث نبویہ دلالت کرتے ہیں اور خود نبی کریمؐ نے بعض مواقع پر تعین اوقات کے اسرار (مقاصد) ظاہر فرمائے یا وہ مصلحت (مقصد) دفع حرج کے لئے ہوتی ہے جیسا کہ آپ نے ایک شخص سے فرمایا:

"**او لکلکم ثوبان**"39

"کیا تیری طرح ہر شخص کے پاس دو دو کپڑے ہوتے ہیں؟"

اور اللہ تعالیٰ نے بھی سحری کی نسبت اسی بنا پر اس آیت میں اجازت دی:

"**علم اللہ الکم کنتم تختانون انفسکم، فتاب علیکم و عفاعنکم**"40

"خدا تعالیٰ کو اس کی خبر تھی کہ تم اپنی بیویوں سے رمضان کی راتوں میں مل سکتے ہو"

اور بعض جگہ ترغیب و ترہیب کے اسرار (مقاصد) بیان فرمائے حتیٰ کہ صحابہؓ اپنے شکوک و شبہات جو وہاں پیدا ئے تھے۔ آپ سے عرض کئے اور آپ نے حل فرمادیئے۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا:

"**صلوۃ الرجل فی جماعتہ تزید علی صلوٰتہ فی بیتہ، و صلوٰتہ فی سوقہ خمسا و عشرین درجتہ**"41

" آدمی کی نماز جماعت اس کی اس نماز سے جو وہ تنہا گھر میں بازار میں یا دوکان میں پڑھتا ہے پچیس درجہ (ثواب میں) زیادہ ہے"

"**و ذلک: ان احدکم اذا توضا، فاحسن الوضوء، ثم اتی المسجد، لا یرید الا الصلوۃ**"42

"اور یہ اس لئے کہ جب کوئی اچھی طرح وضو کر کے مسجد میں آتا ہے اور صرف نماز ہی کیلئے چلتا ہے تو ہر قدم پر ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور نیکی ملتی ہے۔"

اور ایک جگہ آپؐ نے فرمایا:

"**اذا التقی المسلمان بسیفیھما، فالقاتل و المقتول کلاھما فی النار: قالو ھذا القاتل، فما بال المقتول؟ قال: انہ کان حریصا علی قتل صاحبہ**"43

" جب دو مسلمان تلوار لیکر باہم مقابل ہوتے ہیں تو قاتل مقتول دونوں دوزخ میں جاتے ہیں، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا قاتل تو خیر ٹھیک ہے مگر مقتول کس لئے دوزخ میں گیا۔ آپ نے جواب دیا کہ "وہ بھی اپنے مقابل کو قتل کا خواہاں تھا"

ان کے علاوہ اور بہت سے مقامات ہیں جن کا شمار مشکل ہے اور ابن عباسؓ نے جمعہ کے روز غسل کرنے کی مصلحت بیان کی اور زید بن ثابتؓ نے پھلوں کی فروخت، ان کی پختگی سے پہلے ممنوع ہونے کا سبب بیان کیا اور ابن عمرؓ نے طواف میں خانہ کعبہ کے صرف دو رکنوں کے بوسہ پر اکتفا کی وجہ بیان فرمائی۔44

علماء کرام نے اس علم کو دینی علوم کا گل سرسبد اور اسلامی علوم و فنون کی بنیاد قرار دیا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن اور احادیث کے بعد صحابہ کرام، تابعین اور ان کے بعد علمائے مجتہدین برابر احکام کی مصلحتیں بیان کرتے رہے اور احکام کے وجوہ و معانی سمجھاتے رہے اور منصوص حکم کے مناسب علت نکالتے رہے ہیں، کسی ضرر کو ہٹانے کیلئے، یا کسی منفعت کو حاصل کرنے کیلئے، جیسا کہ سب باتیں ان کی کتابوں میں اور اُن کے مذاہب میں مفصل موجود ہیں۔

پھر امام غزالیؒ، خطابی اور ابن عبد السلام وغیرہم نے عجیب عجیب لطائف و نکات اور عمدہ عمدہ تحقیقات بیان کیں، خدا ان کو ان کی سعی کا عوض دے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ قطع نظر ان مصالح اور منافع کے شرع کا ان احکام کو از خود واجب اور حرام بنانا بھی فی نفسہ ایک سبب عظیم ہے کہ اس سے مطیع (فرمانبردار) کا ثواب اور عاصی (گہنگار) کو عذاب دیا جائے اور یہ بات نہیں کہ اعمال کا حسن و قبح، ان معنوں میں کہ ان کا فاعل مستحق ثواب یا عذاب ہو محض عقلی ہے،

اور نہ شرع کا محض یہی کام ہے کہ وہ اعمال کی صرف خاصیات بیان کرے اور از خود کسی چیز کو حرام یا فرض نہ کرے جسطرح کی طبیب ادویہ کی خاصیت اور حرارت وبرودت (گرم و سرد) بیان کر دیتا ہے اور مرض کی اقسام گنا دیتا ہے (دواؤں میں از خود کوئی خاصیت پیدا نہیں کرتا) چنانچہ بعض لوگوں کا شریعت کے بارے میں یہی خیال ہے مگر یہ خیال بالکل غلط ہے بادی النظر ہی میں زبان اسے دور پھینک دیتی ہے اور یہ کہنا قبول نہیں کرتی اور آخر ایسا کیوں نہ ہو، دیکھئے نبی کریمؐ نے تراویح میں شریک نہ ہونے کی یہ وجہ بیان فرمائی کہ:

"**حتی خشیت ان یکتب علیکم**"45

"میں ڈرتا ہوں کہ کہیں یہ تم پر فرض نہ ہو جائے۔"

اور فرمایا کہ:

"**ان اعظم المسلمین فی المسلمین جرماً: من سال عن شی لم یحرم علی الناس فحرم من اجل مسئلته**"46

"بڑا سخت گنہگار وہ مسلمان ہے کہ پہلے کوئی چیز حرام نہ ہو پھر اس کے سوال کرنے سے وہ حرام ہو جائے۔"

مطلب یہ ہے کہ بغیر کسی مصلحت یا علت کے محض رسول کے کہنے یا کرنے سے بھی بعض احکام فرض ہو جاتے ہیں، ضروری نہیں کہ ہر حکم کی کوئی علت یا وجہ بیان کی جائے اور سنت نے یہ بات بھی واجب کر دی ہے کہ جب کوئی حکم صحیح روایت سے ثابت ہو جائے تو اس کی فوراً تعمیل کرنی چاہیئے اس کی مصلحت دریافت کرنے پر (تعمیل کو) موقوف نہ رکھے کیونکہ بہت سے لوگوں کی عقلیں احکام کی مصلحتوں (مقاصد) کے دریافت کرنے سے قاصر ہیں۔ اور نبیؐ کی عقل ہماری سب کی عقل سے زیادہ معتبر ہے اور اسی لئے یہ علم نااہلوں کے واسطے قابل تعلیم نہ سمجھا گیا اور اس کے لئے وہ شرائط قرار دی گئیں جو کتاب اللہ کی تفسیر کیلئے ہیں اور اس میں رائے محض سے جس میں سنت سے مدد نہ لی گئی ہو غور و خوض کرنا حرام ہے۔47

مقاصد شریعت کے فوائد:

شریعت کے مقاصد اور مصالح کا تعلق آخرت کی زندگی سے ہے اس لئے کہ شریعت کا مزاج اور بنیادی مقصد اور ہدف انسان کی اخروی زندگی کو کامیاب بنانا اور اس دنیا کی زندگی کو اس اعتبار سے منظم اور مرتب کرنا ہے کہ آخرت میں اس کے مثبت اثرات ہوں، یہ مقاصد شریعت اور مصالح شریعت کا بنیادی ہدف ہے۔ ۴۸

شریعت کے یہ اصول و قواعد قطعی اور یقینی ہیں اس لئے کہ ان کی بنیاد کلیات شرعیہ پر ہے جو قطعی الثبوت بھی ہیں اور قطعی الدلالت بھی ہیں دوسری طرف اصول عقلیہ سے بھی ان کی تائید ہوتی ہے شاہ ولی اللہؒ نے حجۃ اللہ البالغہ کے مقدمے میں بہت تفصیل سے یہ بیان کیا ہے کہ یہ سمجھنا درست نہیں ہے کہ شریعت کے احکام میں کوئی مصلحتیں یا حکمتیں نہیں ہیں انہوں نے مثالیں دے کر یہ بتایا ہے کہ یہ خیال بالکل بے بنیاد اور غلط ہے متقدمین کے زمانے سے ہی کچھ حضرات نے قرآن پاک اور شریعت کے احکام میں حکمت اور مصلحت کی تلاش کو اپنی دلچسپی کا خصوصی میدان قرار دیا، ان اہل علم میں حکیم ترمذی، امام قفال شاشی، امام، غزالی کے جلیل القدر استاد امام الحرمین عبد الملک جوینیؒ اور خود امام غزالیؒ بہت نمایاں مقام رکھتے ہیں۔

ان حضرات نے مقاصد شریعت کی تلاش اور تہذیب و تمدن کو اپنے علمی کاموں کا ایک اہم حصہ قرار دیا ہے اور اپنی تحریروں میں مقاصد شریعت کے فلسفہ کو مرتب کرنے کی کوشش کی ہے امام الحرمین نے کتاب البرہان میں امام غزالیؒ نے کتاب المستصفیٰ میں اور دوسرے تحریروں مین مقاصد شریعت پر بہت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے ان حضرات کی سلطان العلماء علامہ عزالدین بن عبد السلام اسلمیؒ ان کے شاگرد امام قرافی، ان کے شاگرد امام شاطبیؒ کا کام اس میدان میں بہت نمایاں اور تاریخ ساز ہے دوسری طرف علامہ ابن تیمیہؒ اور ان کے شاگر ابن القیمؒ ہیں ان حضرات نے پورے پورے کتب خانے اس پر تیار کر دیئے کہ شریعت کے احکام کے مقاصد کیا ہیں؟ حکمتیں اور مصلحتیں کیا ہیں؟ شاہ ولی اللہ نے اس (مقاصد شریعت) کو علم اسرار دین کا نام دیا ہے۔

اس سے آنحضرتؐ کا ایک بڑا معجزہ ظاہر ہوتا ہے کیونکہ آپؐ کو جیسا قرآن مجید عطا ہوا اس زمانہ کے بلغا (بلیغ لوگ) اس سے عاجز آگئے اور اس کی جیسی ایک سورت بھی بنا کر نہ لا سکے، پھر جب وہ زمانہ عرب العربا کا گزر چکا اور لوگوں پر اس کی وجوہ اعجاز مخفی ہوتی چلیں تو علما امت ان کے بیان واظہار کیلئے آمادہ ہوئے تاکہ انھیں ہر ایک سمجھ جائے، اس طرح آپ کو خدائی شریعت عطا ہوئی جو پہلی تمام شریعتوں سے کامل تھی اور جس میں ایسی ایسی مصلحتیں (مقاصد) بھری ہوئی تھیں جن

کی رعایت بشر سے محال ہے۔ اس کی خوبی آپ کے ہم زمانہ لوگوں نے تو ایک طرح کے نور معرفت سے پہچان لیا، یہاں تک کہ ان کی زبانوں پر اس کا اقرار اور ان کے محاورات اور تقریرات میں اس کا اظہار تھا لیکن اس زمانہ کے بعد یہ امر ضروری ہوا کہ آپ کی شریعت کی خوبیاں ظاہر کی جائیں تا کہ ہر شخص یقین کرلے کہ یہ شریعت آسمانی اور کامل ترین شریعت ہے اور یہ کہ بشر سے اس کا ظاہر ہونا اتنا بڑا اور اتنا مشہور و معروف معجزہ ہے کہ ذکر کا محتاج نہیں۔

دوئم (فائدہ):۔ یہ کہ اس سے (علم اسرار دین یا مقاصد شریعت) سے پورا پورا اطمنان حاصل ہو جاتا ہے۔

سوئم (فائدہ):۔ یہ کہ طالب خیر جب نیکیوں میں انتہائی کوشش کرتا ہے اور وہ ان کے مشروع ہونے کی وجہ بھی بخوبی جانتا ہے اور ان کے تقاضوں ولوازمات پر پوری طرح نگاہ رکھتا ہے تو وہ تھوڑی عبادت بھی اس کی بہت فائدہ دیتی ہے اور وہ اس کو خوب پکا ہو کر دیکھ بھال کرتا ہے اندھا دھند نہیں چلتا اور اسی لئے امام غزالیؒ نے کتب سلوک میں بڑی توجہ واہتمام کے ساتھ لوگوں کو اسرار عبادت (مقاصد عبادت) سے روشناس کرایا ہے۔

چہارم (فائدہ):۔ یہ کہ فقہا کا بعض فروعی احکام میں اختلاف اس لئے ہے کہ ان کی علل قیاسیہ میں ان کا اختلاف ہے کہ کونسی علت مناسب اور کونسی نامناسب ہے (یعنی بعض مجتہدین بعض چیزوں کو نادرست اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اس کی علت نادرستی نکالتے ہیں اور بعض اس کی ایک خوبی سمجھ کر اس کو درست کہتے ہیں تو اس کی تحقیق بس اس فن (علم اسرار دین یا مقاصد شریعت) کے بغیر ممکن نہیں)

پنجم (فائدہ):۔ یہ کہ بدعتی لوگوں نے بہت سے دینی مسائل میں شکوک وشبہات کرنے شروع کیئے اور کہنے لگے کہ یہ عقل کے خلاف ہے ان کو یا د تو رد کر دینا چاہیئے یا کچھ تاویل کرنی چاہیے۔ مثلاً ان بدعتیوں نے عذاب قبر، پل صراط، وزن اعمال اور حساب کتاب کے بارے میں لوگوں کے اذہان میں شکوک وشبہات ڈالے اور مختلف باتیں بنائیں اور ثواب وعذاب کا بھی مضحکہ اڑانے لگے کہ یہ محض ترغیب وتحریص (ابھارنے اور اکسانے) کی باتیں ہیں۔

ان مفاسد کے بند کرنے کے سوائے اس کے کہ ہر چیز کی مصلحت اور کچھ فوائد بیان کیے جائیں اور ان کے اصول قرار دیئے جائیں اور کیا صورت ہے جس طرح کہ یہود ونصاری اور دہریوں وغیرہ کے مقابلہ میں گیا گیا۔

ششم (فائدہ):۔ یہ کہ فقہا کی ایک جماعت نے یہ فیصلہ دے دیا کہ جو حدیث بھی کلی طور پر خلاف قیاس ہو اس کا رد کرنا جائز ہے اس طرح تو بہت سے صحیح حدیثوں میں بھی خلل واقع ہونے کا اندیشہ پیدا ہو گیا۔ اس کے علاوہ اس فن کے بے شمار فائدے ہیں۔49

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی کتاب "حجتہ اللہ البالغہ" کی ایک عبارت میں احکام کی علتوں اور ان کے جزوی مقاصد پر تصنیف وتالیف کے مندرجہ ذیل فوائد ذکر کئے گئے ہیں:۔

۱۔ اس کے ذریعے علت پر غور وخوض کیا جاتا ہے۔

۲۔ شریعت کے معتبر مصالح کا پتہ لگایا جاتا ہے۔

۳۔ بیشتر دینی مباحث میں معقولات سے دلائل مل جاتے ہیں۔

۴۔ اعتقادی اور عملی اصولوں سے متعلق پیدا کئے جانے والے شکوک پر نصوص کے مطابق عقلی دلائل قائم کئے جاتے ہیں۔ اور معقول سے منقول کی اور مسموع سے مفہوم کی تطبیق ہو جاتی ہے۔

۵۔ اس علم وفن کی معرفت سے احکام شریعت کی صحیح سمجھ بوجھ حاصل ہوتی ہے۔

۶۔ قرآن کریم اور سنت نبویؐ کے علاوہ معارف میں باریکی اور گہرائی نصیب ہوتی ہے۔

۷۔ وہ نت نئے مسائل اور حوادث جن کے بارے میں کوئی شرعی حکم منصوص نہیں ہوتا ان کے صحیح شرعی حکم تک رسائی حاصل کرنے میں یہ علم وفن خاص طور سے مددگار ہوتا ہے۔

۸۔ اس علم وفن کا ماہر شرعی احکامات لوگوں کے سامنے آسان اور عام فہم بنا کر پیش کرتا ہے۔50

مقاصد شریعت کے باب میں اپنے پیش رووں کی طرح شاہ ولی اللہ نے بھی شریعت کے مختلف جزئی احکام کی حکمتیں بیان کی ہیں انہوں نے یہ بتایا کہ ان احکام کے بجالانے سے انسانوں کو کیا فائدے ہوتے ہیں ساتھ ہی انہوں نے بحث کے کچھ نئے پہلو بھی اجاگر کیے ہیں شاہ صاحب لکھتے ہیں:

"امت کے امور کی تدبیر میں یہ کرنا چاہیے کہ ہر حکم کی تعمیل کا ایک اعلیٰ اور ایک ادنی معیار سامنے رہے اعلیٰ معیار ایسا ہو جو مقصود کے بدرجہ کمال حصول کا ضامن ہو، اور ادنی ایسا ہو کہ مقصد کی اس حد تک تحمیل عمل آجائے کہ کوئی قابل لحاظ چیز باقی نہ رہے۔"51

الغرض مقاصد شریعت کے بہت سارے فوائد ہیں اور خاص کر ان نئے حالات میں بہت کام آتی ہے چنانچہ نئے حالات میں نئے احکام تجویز کرتے وقت علماء اکثر مقاصد شریعت کا حوالہ دیتے ہیں شاہ صاحب نے بھی ایسا ہی کیا ہے آپ ایک خاص موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اسلامی حکومت کے) مصارف کے باپ میں بنیادی بات یہ ہے کہ چند مقاصد کو کلیدی اہمیت دی جائے گی مثلاً ایسے لوگوں کی کفالت جو بڑھاپے، تنگ دستی یا اپنے مال سے دور ہونے کی وجہ سے خود کچھ کرنے سے معزور ہوں، شہر کو کفار کے خطرے سے بچانے کیلئے حدود کی حفاظت، فوجیوں، اسلحے اور مددگار اسٹاف کے اخراجات نیز شہر کے جملہ امور۔۔۔۔ سیکورٹی، عدلیہ، شرعی حدود کا قیام، بازار کی نگرانی، وغیرہ کی تدبیر اور متعلقہ انتظامات، ملت کی حفاظت کیلئے آئمہ، خطباء اساتذہ اور وعظ کہنے والوں کی تعین اسی ذیل میں انسانوں کے مشترکہ مفادات کا اہتمام بھی شامل ہے، مثلاً دریاؤں کی درستی اور ان پر بنے ہوئے پل وغیرہ کو ٹھیک کرنا"52

اس حوالے سے یہ بات بھی قابل وضاحت ہے کہ اس طرح اجتماعی امور میں خاص طور پر تدبیر مملکت میں مقصود کے صرف دو مدارج سامنے رکھنا زیادہ قابل عمل اور حقیقت پسندانہ طریقہ ہوگا قدمانے جب ضروری حاجات اور تحسینی کی سہ گانہ تقسیم مدارج تجویز کی تھی تو ان کی نظر زیادہ تر انفرادی امور پر رہی ہوگی انفرادی معاملات میں ہر فرد کیلئے الگ الگ درجہ بندی کی ضرورت پڑ سکتی ہے جس میں افراد کے وسائل امکانات اور حالات کے اندر پائے جانے والے فرق کا لحاظ رکھا جاسکتا ہے جب قوموں کی بات آتی ہے تو انفرادی حالات کے فرق کو نظر انداز کرکے اوسط اور عمومی احوال کو سامنے رکھنا ہوگا۔ اوسط کے اعتبار سے وہ کم سے کم درجہ جس سے کام چل سکتا ہوں اور درجہ کمال ان دو کی تعین کافی ہوگی۔

حوالہ جات

1. قشیری، مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب تحریم قتل الکافر ،ح:۱۸۷، (لاہور، نعمانی کتب خانہ، ۲۰۰۵)، ا، ص: ۵۵
2. سورۃ النحل، ۱۶: ۹
3. سورۃ القمان: ۱۹: ۳۱
4. سورۃ الذاریات: ۵۶: ۵۱
5. زبیدی، محمد مرتضٰی، تاج العروس من جواھر القاموس، (بیروت، المطبعۃ الخیریہ، ۱۳۰۶ء)، ۶: ۱۶۴
6. ایضاً
7. افریقی، ابن منظور جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب، (بیروت، دار صادر، 1994ء)، ۳: ۱۸۵: ۱۸۷
8. سورۃ الجاثیہ: ۴۵: ۱۸
9. سورۃ المائدہ: ۵: ۴۸
10. راغب اصفہانی، ابوالقاسم الحسین بن محمد، المفردات فی غریب القرآن، (بیروت، المکتبۃ المرتضویہ، 1362ھ)، :۴۶۱
11. افریقی، ابن منظور جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب، ۳، :۱۸۵: ۱۸۷
12. ابن تیمیہ، تقی الدین، الحسبۃ فی الاسلام، (قاہرہ، مطبعۃ المؤید، 1318ھ)، ۵۵

13. جرجانی، سید شریف علی بن محمد، کتاب التعریفات، (ایران، انتشارات ناصر خسرو، س ن) : ۷۵

14. تھانوی، محمد بن علی، کشاف اصطلاحات الفنون، (لاہور، سہیل اکیڈمی، 1993ء)، ا: ۵۰

15. سورۃ الذاریات: ۵۱:۵۶

16. محمد نواز، عزالدین بن عبدالسلام کا نظریہ مقاصد شریعہ، (لاہور، مکتبہ رحمانیہ، ۲۰۰۶ء)، ۱۶۶

17. پالنپوری، مولانا سعید احمد، رحمتہ اللہ الواسعہ شرح حجتہ اللہ البالغہ لشاولی اللہ، (کراچی، زمزم پبلشرز، ۲۰۱۸)، ج: ا، ص: ۱۰۰

18. بیرس، پروفیسر ڈاکٹر سیلمان شاہ، مقاصد شریعہ، (پشاور، العلم پبلشنگ سروسز، ۲۰۱۹) : ۲

19. خادمی، نورالدین مختار، الاجتھاد المقاصدی، مصر، مطبوعتہ السعادۃ، ۱۹۹۸ء، ج: ا، ص: ۶۳

20. سورۃ النحل: ۱۶:۳۶

21. بیرس، پروفیسر ڈاکٹر سیلمان شاہ، مقاصد شریعہ، ص: ۳

22. بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب بدءُ الوحی، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ، : ا: ۳۳

23. سورۃ طہ: ۲۰:۱۴

24. بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب مواقیت الصلوۃ، باب فضل صلوۃ العصر، : ا، : ۲۷۵

25. سورہ آل عمران: ۳:۸۱

26. بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الذکواۃ، باب وجوب الذکاۃ، ح: ۱۳۱۳، : ا: ۲۰۶

27. ایضاء: کتاب الصوم، باب الصوم لمن خاف علی نفسہ العزبۃ، ح: ۱۸۷۱: ۱۰، : ۸۰۰

28. ایضاء: کتاب الصوم، باب صیام عاشورہ، ح: ۱۸۸۰، : ۱۰، ۷۳۸

29. ایضا: کتاب الوضوء، باب الاستجمار وتراً، ح: ۱۶۱، : ا، : ۱۲۱

30. ایضا: کتاب التہجد، باب اذا نامہ ولم یصل، بال الشیطان فی اذنہ، ح: ۱۰۷۸: ا، : ۱۰۵

31. ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع، ابواب الطھارات، باب مایوجب الوضو، ح: ۸۱۳، (کراچی، قدیمی کتب خانہ آرام، ۱۹۹۲ء،)ج: ا، ص: ۸۶۱

32. ایضا: ابواب الحج، باب رمی الجمار، ح: ۲۶۲۴، : ا، : ۲۷۰

33. بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، لاہور، شمع بک ایجنسی، سن اشاعت ندارد، کتاب الاستیذان، باب تحریم النظر فی بیت غیرہ، ح: ۱۱۷۲، : ۳، : ۴۴۴

34. ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع، ابواب الطھارات، باب ماجاء فی سؤر الھرۃ، ح: ۴۸۲، : ا، : ۳۶۱

35. ایضاء: ، ابواب النکاح، باب ماجاء فی العزل، ح: ۶۹۱۳، : ۳، : ۶۱۶

36. قشیری، مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، کتاب مواقیت الصلوۃ، باب اوقات النھی، ح: ۲۴۰۱، : ا، : ۵۵

37. ابو داؤد، سیلمان بن الشعث السجتانی، السنن، کتاب الصلوۃ، باب فی الرجل یتطوع فی مکانہ، (لاہور، اسلامی اکادمی، ۱۹۸۳ء)، : ا، : ۳۹

38. امام مالکؒ، الموطا، کتات الصلوۃ، باب الرحصۃ فی الثوب الواحد، ح: ۹۲، ، (لاہور، فرید بک اسٹال، ۱۹۸۳ء)، : ۱۰، : ۱۵

39. بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الذکواۃ، باب وجوب الذکاۃ، : ا، : ۲۰۶

40. سورۃ البقرہ: ۲: ۱۸۷
41. بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الاذان، باب وجوب صلوۃ الجماعت، ح: ۶۱۷، ۱: ۳۱۰
42. بخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، لاہور، کتاب مواقیت الصلوۃ، باب فضل صلوۃ العصر، ح: ۵۱۵، ۱: ۲۷۵
43. ایضا: کتاب الایمان، باب المعاصی من امر الجاہلیۃ، ح: ۹۲، ۱: ۷۵
44. ابن الاثیر، مبارک بن محمد الجزری، جامع الاصول، (طہران، انشارات جہاں، ۱۹۹۴ء،): ۴، ۲۲۸۱
45. بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب مسائل الصلوۃ، باب التحریص النبیؐ علی صلوۃ الیل والنفوافل، ح: ۱۰۶۱: ۱۰، ۶۹۴
46. ایضا: کتاب الاعتصام، باب مایکرہ من کثرۃ السوال و تکلف مالایعینہ، ح: ۱۵۳، ۴: ۸۷۸
47. پالنپوری، مولانا سعید احمد، رحمتہ اللہ الواسعہ شرح حجتہ البالغہ لشاولی اللہ: ۱: ۱۰۰
48. ایضاً: ۱: ۱۱۳
49. ایضاً، ۱: ۱۲۹
50. غازی، ڈاکٹر محمود احمد، محاضرات شریعہ، (لاہور، الفیصل ناشران وتاجران کتب، ۲۰۰۹ء): ۶۵
51. دہلوی، شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، (دیوبند، مکتبہ رشیدیہ، س ن،): ۱۲۶
52. ییبرس، پروفیسر ڈاکٹر سیلمان شاہ، مقاصد شریعہ، ص: ۴۲

(References)

1. *Qusheri,Muslem ibne Hejaj,Aljame alsaheh,kitabul Eman,babu tahremu Qatle kafer,Hades no:187,Lahor,(Numani kutab Khana,2005),55:1*
2. *Sura alnahal:16:9*
3. *Sura Al luqman:19:31*
4. *Sura Alzariyat:56:51*
5. *Zabedi,Muhammad Murtuza,(Tajul uroos,beroot,Almtba Kheriya,1306)6:164*
6. *Aezan:164*
7. *Afreqi,Ibne Manzoor,Muhammad inbe Mukaram,Lesanul Arab,(Beroot, Darusad,1994,) 3:187,185*
8. *Sura Aljasiya:45:18*
9. *Sura Almaida:5:48*
10. *Ragheb Asfahani,Huseen ibne Muhammad,Mufradat,Beroot,(Maktaba Murtuzawiya , 1362)461*
11. *Afreqi,Ibne Manzoor,Muhammad inbe Mukaram,Lesanul Arab, 3:187,185*
12. *Ibne Taymiya,Taqeudeen,Alhasbatu Fil islam,Qahira,(Matbatul Muaed, ،1318):55*
13. *Jurjani,Saeed Shareef Ali ibne Muahammad,(Kitabu tarefat,Iran,intesharat e naser,Sane ishat nadarad,) :75*

14. *Tahanavi,Muhammad ibne Ali,Kashaf,Lahore,(Suheel Acedme،،1993), 1:50*
15. *Sura Alzariyat:56:51*
16. *Muhammad Nawaz,azudeen ibn salam ka nazareya e Maqased e shareya, (Lahor,Maktaba e Rahmaniya,2006,):166*
17. *Palanpori,Mulana Saeed Ahmad,Rhmatullha Alwasiya,(Karachi,zamzam Publeshers ،2018)1 :100*
18. *Beras,Prof,Dr,Suleman Sha,Maqased Shareya,(Peshawar,Alelam Publeshing, 2019):20*
19. *Khadme,Nuradeen,AlijtehadAlmaqasede,(Mesar,matboa Alsadat,1998,) 1 :63*
20. *Sura Alnahal:16:36*
21. *Beras,Prof,Dr,Suleman Sha,Maqased Shareya, :3*
22. *Bukhari,Muhammad ibn ismail,Aljameul Sahi,kitabu badul wahi,Babu kefa kan badul wahi,1::3*
23. *Sura taha:20:14*
24. *Bukhari,Muhammad ibn ismail,Aljameul Sahi,kitabu Mawaqetu Salat,Babu fazu Salate asr,Hades no:515, .:1, :275*
25. *Sura Alimran:3:81*
26. *Bukhari,Muhammad ibn ismail,Aljameul Sahi,kitabu Zakat,Babu wojoobuzakat,Hades no:3131:206*
27. *Aezan:Kitabu Saom,Babu Saom leman Kafa Ala nafse،Hades no:7871,10:800*
28. *Aezan:kitabu Saom,babu Siyamu ashore,Hades no:1880, 1, :738*
29. *Aezan:kitabul wazo,babu istejmar,Hades no:161, 1 :123*
30. *Aezan:kitabu tahajod,babu Iza nama wlam yosle,Hades no:1078, 1 :105*
31. *Termwzi,Muhammd ibne isa,Aljame,Abwabu Tuharat,Babu Mauojebu Alwazo,Hades no:861,1992, 1:270*
32. *Aezan:Abqwabul Hajj,Babu rameul jemar,Hades no:866, 1 :270*
33. *Bukhari,Muhammad ibn ismail,Aljameul Sahi,kitabu istezan,Babu tahrem nazar fi bet e Ghere,Hades no:1172, 3 :444*
34. *Termwzi,Muhammd ibne isa,Aljame,Abwabu Alnekah,Babu maja fil Azl, Hades no:482. 1 :361*
35. *Aezan:Hades no:6913, 3:616*
36. *Bukhari,Muhammad ibn ismail,Aljameul Sahi,kitabu Mawaqetu Salat,Babu fazu Salate asr,Hades no:564, 1 :55*
37. *Sajistani,Abu Dawood,Suleman ibne Ashas,AlSunan,Alsunan,kitabu Sawalat ,babu fi rajul yatatawau,(Lahor,islami Acadmi,1993),1 :39*

38. *Imam Malik,Almuata,Kitabu sawlat,Babu rukhsat fi sawobe wahed,Hades no:92،1983 ,1 :15*
39. *Bukhari,Muhammad ibn ismail,Aljameul Sahi,kitabu zakat,babu wojoobu zakwat,1:206*
40. *Sura Albaqara:2:187*
41. *Bukhari,Muhammad ibn ismail,Aljameul Sahi,kitabu Azan,babu wojoobu Swalatul jumat, Hades no:617, 1 :310*
42. *Aezan:kitabu mawaqetu Sawalat,Babu fazle asar,Hades no:515, 1:275*
43. *Aezan:kitabul iman,babul masi min amriljaheliya,Hades no:92, 1 :75*
44. *Jazere,ibne aseer,Mubarak ibn e Muhammad,Jameulwsool,(Tehran,insharat e jaha, 1994), 4 :2281*
45. *Bukhari,Muhammad ibn ismail,Aljameul Sahi,kitabu Salat,Babu tahresnabi ala Swalat, Hades no:1061,1 :694*
46. *Aezan:Kitabul ietesam,Babu mayukrao min kasrate swoal,Hades no: 153, 4 :878*
47. *Palanpori,Mulana Saeed Ahmad,Rhmatullha Alwasiya,1 :100*
48. *Ibid:1 :113*
49. *Ibid:1 :129*
50. *Ghazi,Dr:Mahmood Ahmad,Muhazerat e shareya,(Lahor,Alfesal2009):65*
51. *Dehlawi,shawaliullah,Hujatulla albalegha,(Deuoband,maktaba rashediya,sani ishat nadarad) 126*
52. *Beras,Prof,Dr,Suleman Sha,Maqased Shareya,:42*